

# المیہ کربلا کا قدیم ترین ماخذ مقتل الحسینؑ ضحاک مشرقی

صحابی سید سجادؓ

مفکر و حید مولانا خواجہ محمد لطیف انصاری

تاریخ آل محمدؐ

النَّاسُ فَيَهْجُوكُ فِي الْأَرْضِ كَذَلِكَ يَصْطَرِبُ اللَّهُ  
الْأَمْثَالَ۔ (الرمع ۷۱ اپ ۸۳ ع ۸)

غرض پھین تو خشک ہو کر غائب ہو جاتا ہے ہاں جو چیز بنی نوع انسان کے لئے نفع بخش ہے۔ اسے قدرت زمین میں روک لیتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ مثالوں کو بیان کرتا ہے واقعہ کربلا کا اتنی شدید مخالفت کے باوجود باقی رہنا اور روز افزوں ترقی کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ واقعہ کربلا بنی نوع انسان کے لئے منفعت بخش ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے بقائے صلح پر فائز کیا ہے۔ واقعہ کربلا کی نشر و اشاعت میں دو چیزیں مضر ہیں ایک غم و رنج، گریہ و بکا جو اثر شہادت حسینؑ ہے اور دوسرے تعمیر کردار و تشکیل سیرت جو مقصد شہادت حسینؑ ہے اور جذبات رنج اور تعمیر کردار کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ سیرت کے لئے انسان کو اپنے معبود سے رابطہ کی ضرورت ہے جو مسرت میں نہیں بلکہ غم میں مضر ہے سیرت میں انسانی ہمدردی کی خاص اہمیت ہے، وہ درد کے احساس سے پیدا ہوتی۔ سیرت میں گناہ کا فقدان ضروری ہے۔ مسرت محرک گناہ ہے اور غم قاطع عصیاں۔ اس واقعہ کربلا میں ہدایت حق کا راز مضمّن ہے۔

حسینؑ نام ہے ہر خوبی ہدایت کا۔

واقعہ کربلا سبق آموز ہے۔ واقعہ کربلا استحکام قوت

ارادہ اور عزم و استقلال کا شاہکار ہے:

عزم حسینؑ عزم تھا پروردگار کا۔

آل محمدؐ کی تاریخ نویسی کے متعلق مسلمان مورخوں نے جو بے التفاتی اور بے اعتنائی بلکہ بے تعلقی اختیار کی ہے وہ حیرت انگیز ہی نہیں بلکہ افسوسناک ہے۔ اکثر مورخوں نے یہ حالات لکھنے میں بخل سے کام لیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں تاریخ کی ابتداء بنی امیہ کی تحریک و ترغیب سے ہوئی۔ چونکہ سیاسی قیادت ان لوگوں کے ہاتھ میں تھی۔ جنہیں آل محمدؐ سے سخت عداوت تھی ان کی انتہائی کوشش تھی کہ آل محمدؐ کو مٹا دیا جائے اور اس مقصد کے لئے انہوں نے تین طاقتوں سے کام لیا۔

۱۔ حکومت کی طاقت

۲۔ دولت کی طاقت

۳۔ پریس کی طاقت

حالانکہ کسی فرد یا کسی گروہ کے مٹانے کے لئے ان طاقتوں میں سے ایک طاقت کافی ہو جاتی ہے مگر مخالفین آل محمدؐ کا ان تینوں طاقتوں کے استعمال کے باوجود ذکر آل محمدؐ قائم رہنا اور روز افزوں ترقی کرنا اعجاز ہے۔ المیہ کربلا کو خصوصیت سے ملایا مٹ کرنے کی سعی کی گئی مگر اس المیہ کا دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرنا بتلا رہا ہے کہ اس واقعہ میں بقائے صلح کی صلاحیت موجود ہے۔ قرآن حکیم نے ناموس بقانے صلح پر ان الفاظ میں روشنی ڈالی ہے۔

فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَأَمَّا مَا حَايَنُفَعُ

ستم بڑھے تو قدم راہ حق میں اور بڑھے

حسینؑ نام ہے پر جوش استقامت کا

واقعہ کربلا مذہب و روحانیت کی طاقت کا بہترین مظاہرہ ہے۔ المیہ کربلا حقانیت اسلام کی روشن دلیل ہے۔ یہ اخلاقی اور تمدنی معلومات کا بہترین گلدسہ ہے، جماعتی تنظیم کے لئے بہترین شاہراہ ہے۔ جوش عمل کا محرک ہے۔ عزت نفس کی معراج ہے صبر آموز ہے۔ شجاعت زا ہے۔ ایثار و مواسات کا اسوہ کاملہ ہے۔ حسن معاشرت کا رہنما ہے۔ مساوات کی یادگار مثال ہے۔ صاف بیانی کی زندہ مثال۔ امن پسندی اور رواداری کی بے نظیر نظیر ہے۔ قربانی کا روشن مینار ہے۔ اگر کسی قوم و ملت کے لئے یہ تمام امور منفعت بخش اور اس کی حفظ و بقا کے کفیل اور اس کی ترقی کے ضامن ہیں۔ تو امت اسلامیہ کو بلا امتیاز فرقہ اس واقعہ کی یادگار قائم رکھنا چاہیئے۔ اور اسے ہم سب مسلمانوں کو اپنا مشترکہ سرمایہ عزت و افتخار سمجھنا چاہیئے۔ اگر ان نازک حالات میں جن میں سے پوری دنیا گزر رہی ہے ان اخلاقی معاشرتی تعلیمات کی ضرورت ہے تو ہمیں المیہ کربلا کی صحیح معنوں میں یادگار منار کی بجائی جہتی، ہم آہنگی، اتحاد و اتفاق کا ثبوت پیش کرنا چاہیئے۔ بدنصیب ہے وہ قوم جو اپنے منفعت بخش واقعہ سے فائدہ نہ اٹھائے۔ واقعہ کربلا کسی خاص فرقہ کا اجارہ یا منابلی نہیں ہے۔ ابن تیمیہ یا ابن خلدون جیسے مورخوں نے اس واقعہ کے متعلق معاندانہ روش اختیار کر رکھی ہے وہ ایک سیاسی سانس تھا جو ختم ہو گیا، مرزا حیرت کا انکار اس واقعہ کی عالمگیر تاثیرات کو کم نہیں کر سکا۔ اسی طرح خلافت معاویہ و یزید جیسا لٹریچر اس کے صالح اور سلیم تاثرات پر اثر انداز نہیں ہوگا۔ ہمیں اس المیہ منفعت بخش کے اثرات کو قبول کر کے مذہب و ملت کی خدمات کو باحسن الوجہ انجام دینا چاہیئے۔

ہم اس واقعہ کا قدیم ترین ماخذ پیش کر رہے ہیں۔ یہ مقتل ضحاک مشرقی کا ہے۔ جو قبیلہ بنی مشرق کے ایک فرد

تھے۔ یہ قبیلہ مشہور محب اہل بیت قبیلہ ہمدان کی ایک شاخ ہے۔ ضحاک کو ان کے قبیلہ کی نسبت سے مشرقی کہتے ہیں۔ یہ بزرگ امام زین العابدین علی ابن الحسینؑ کے صحابی تھے۔ خود واقعہ کربلا میں موجود تھے اس لئے دوسرے مقاتل کے مقابلہ میں ہم اس مقتل کے متعلق یہی کہہ سکتے ہیں کہ:

شنیدہ کی بود مانند دیدہ

یہ واقعہ کربلا میں مشروط طور پر شریک ہوئے تھے انہوں نے امام حسینؑ کے دست مبارک پر بیعت کرنے میں شرط یہ لگا رکھی تھی کہ میں آپ کی مدد اس وقت تک کروں گا جب تک میرا مدد کرنا آپ کے لئے منفعت بخش ہوگا۔ یہ شرط اس لئے تھی کہ مقروض تھے اور قرض کے متعلق امام حسینؑ کا ارشاد ہے۔

کل ذنب یکفرہ القتل فی سبیل اللہ الا  
الدین لا کفارة لہ الا اداؤہ، اویقضى صاحبه او  
يعقو الذی لہ الحق (۱۸ فردغ کافی کتاب المعیشہ)

”شہادت سے ہر گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ سوا قرض کے اس کا کفارہ صرف اسکی ادائیگی ہے۔ خواہ مدیون ادا کرے یا حق دار ادا کرے۔“ جب ضحاک مشرقی اور مالک بن نضر ارجبی نے یہ صورت پیش کی تو امام نے اسے منظور فرمایا یہ امر بھی ضحاک مشرقی کے معتبر اور متدین اوپابند شریعت ہونے کی دلیل ہے۔ عاشور کے دن ضحاک نے تا امکان دشمن کی فوج سے مقابلہ کیا اور آخر میں امام سے واپسی کی اجازت حاصل کی۔ اور گھوڑے پر سوار ہو کر واپس چلے گئے۔ ضحاک کے اس طرح واپس ہونے پر نہ آنمہ میں سے کسی نے اور نہ علما متقدین میں سے کسی نے ان پر اعتراض کیا۔ اس صورت حال میں الہی مصلحت کا فرما ہے اور وہ یہ کہ ضحاک جیسی متدین پابند شریعت مخلص اور باوثوق شخص کی واقعات کربلا پر عینی شہادت ہو۔ ضحاک مشرقی کا بعد واقعات کربلا زندہ رہ کر واقعات کربلا کی اس طرح نشر و اشاعت فرمانا ایک عظیم الشان خدمت ہے جس

جب تک جنگ حضور کے لئے نفع رساں ہوگی اور آپ سے ضرر کو دفع کرے گا۔ میں مقابلہ اور دفاع کرتا رہوں گا۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ تم کو اجازت ہے۔

### شب عاشور

میں حضرت کی خدمت میں مقیم رہا۔ جب عاشور کی رات نمودار ہوئی تو حضرت نے اپنے اصحاب و انصار کو جمع کیا اور ان سے فرمایا۔

تم سب کو اجازت ہے۔ رات کی تاریکی حائل ہے تم سب چلے جاؤ۔ تم میں سے ہر ایک میرے اہلبیت میں سے کسی ایک کا ہاتھ پکڑ لے اور اپنے اپنے شہروں اور قریوں میں چلے جائیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کشاکش کی صورت پیدا فرمادے۔ یہ لوگ صرف میرے ہی طلبگار ہیں جب مجھے پالیں گے پھر کسی دوسرے کو تلاش نہیں کریں گے۔

### آل عمران کا جواب

اولاد ابو طالب یعنی امام کے بھائیوں بیٹوں، بھتیجوں اور بھانجوں یعنی عبداللہ بن جعفر کے فرزندوں نے عرض کیا۔ ہم ایسا کیوں کریں۔ کیا اس لئے کہ آپ کے بعد بھی زندہ رہیں۔ خدا ہمیں ایسا دن کبھی نہ دکھلائے سب سے پہلے یہ بات عباس و فاشعار نے کہی تھی۔ پھر سب نے اسی طرح اپنا اپنا خیال ظاہر کیا۔ اس پر امام حسینؑ نے فرمایا۔ اے اولاد عقیل! تمہارے لئے مسلم کا شہید ہو جانا کافی ہے۔ جاؤ میں نے تمہیں اجازت دے دی۔

اس پر لوگوں نے جواب دیا کہ ہمیں اہل دنیا کیا کہیں گے کہ ہم نے اپنے بزرگ اور سردار اور بہترین چچا کو چھوڑ دیا ان کے ساتھ رہ کر نہ تیر اندازی کی نہ شمشیر زنی کی اور نہ نیزہ زنی۔ خدا کی قسم ہم ایسا نہیں کریں گے بلکہ ہماری جانیں ہمارے اموال اور ہمارے اہل و عیال آپ پر قربان ہو جائیں گے۔ ہم آپ کی رکاب میں جہاد کریں گے جہاں تک کہ اسی

کے لئے منشاء الہی نے اسے زندہ رکھا۔ اب اس مقتل کو پڑھئے اور اس سے سبق حاصل کیجئے جو شہادت حسینؑ کا بلند ترین مقصد اور رفیع ترین نصب العین ہے۔ (محمد لطیف انصاری)

### المیہ کر بلا کا قدیم ترین ماخذ مقتل الحسینؑ

### ضحاک مشرقی المشاہد کا اردو ترجمہ

### ضحاک مشرقی و مالک ارجبی کا ورد کر بلا

ابونخف کہہ گئے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن عاصم فائشی نے بیان کیا ہے کہ ان سے ضحاک بن عبید اللہ مشرقی نے کہا کہ میں اور مالک بن نصر ارجبی دونوں خدمت امام حسینؑ میں حاضر ہوئے اور ہم نے سلام کیا۔ پھر ہم ان کی خدمت میں بیٹھ گئے۔ آنحضرت نے سلام کا جواب دیا۔ ہمیں خوش آمدید کہا۔ پھر ہمارے آنے کا سبب دریافت کیا۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم خدمت اقدس میں سلام کے لئے حاضر ہوئے ہیں اور سرکار احادیث سے آپ کے لئے دعائے خیر مانگنے آئے ہیں۔ آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور حضور کو لوگوں کے حالات سے آگاہ کرنے کے لئے بھی حاضر ہوئے ہیں۔ آپ اس پر غور فرمائیں کہ لوگ آپ سے جنگ کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔ اس پر امام نے فرمایا۔ اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور وہی ہمارا بہترین وکیل ہے۔

ہم نے چاہا کہ واپس لوٹ جائیں۔ سلام کیا اور حضرت نے ارشاد کیا ہماری مدد کرنے میں کون سا امر مانع ہے؟ مالک بن نصر ارجبی نے عرض کیا۔ میرے ذمہ قرض ہے۔ اور میرے بال بچے ہیں۔ میں نے بھی اسی طرح عرض کیا مجھ پر بھی قرض ہے اور میرے بھی اہل و عیال ہیں لیکن حضور اگر مجھے واپسی کی اجازت دے دیں تو جس وقت تک کوئی لڑنے والا حضور کے ساتھ رہے گا۔ میں اس وقت تک حضور کی طرف سے جنگ کرتا رہوں گا۔

نے بھی ایسی ہی گفتگو کی اور کہا خدا کی قسم! ہم آپ پر فدا نہ ہو جائیں۔ ہم اپنی گردنوں، پیشانیوں اور ہاتھوں سے حضور کا دفاع کریں گے اور جب تک ہم قتل نہ ہو جائیں اور اپنے اس فرض سے عہدہ برآ نہ ہو جائیں۔

(تاریخ طبری جلد ۶ ص ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۳، طبع مصر۔)

### شب عاشور کا مشغلہ

امام حسینؑ اور ان کے اصحاب و انصار نے شب عاشور کی ساری رات نماز و استغفار دعا و تضرع، تہلیل و تکبیر، رکوع و سجود میں اسی طرح بسر کی۔

### ابو حرب سے مکالمہ

ضحاکؑ نے امام حسینؑ کو یہ آیت پڑھتے سنا اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا وہ ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ ہم نے اس کو مہلت اور فارغ البالی دے رکھی ہے۔ وہ ان کے حق میں بہتر ہے۔ حالانکہ ہم نے مہلت اور فارغ البالی صرف اس وجہ سے دی ہے کہ وہ اور خوب گناہ کریں۔ آخر تو ان کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔ منافقو! خدا ایسا نہیں ہے کہ برے بھلے کو تمیز کئے بغیر جس حالت پر تم ہو اسی حالت پر مومنوں کو بھی چھوڑ دے۔ (آل عمران ۸۷ پ ۹۷)۔

دشمن کے محافظ دستہ میں ایک شخص نے جب یہ آیت سنی تو کہا کعبہ کے رب کی قسم ہے۔ ہم وہ پاگ لوگ ہیں جو تم سے سبقت لے گئے ہیں۔ (طبری جلد ۶ ص ۲۴۰ طبع مصر) ضحاک کہتے ہیں۔ میں نے اسے پہچان لیا اور بریر سے پوچھا آپ اسے جانتے ہیں۔ بریر نے انکار کیا۔ میں نے کہا یہ ابو رب سبیعی عبد اللہ بن شہر ہے (جو مسخر ابھی ہے اور بیہودہ اور بہادر و جنگجو بھی ہے) (زمانہ سلطنت جناب امیرؑ میں) اعیان بن قیس ہمدانی جو امیر المومنینؑ کی سپاہ کے ایک سردار تھے) اس کو اس کی حرکتوں کی بنا پر قید کر دیا کرتے تھے۔

بریر نے ابو حرب سے کہا: اے فاسق! کیا تجھے بھی خدا

چشمہ پر اتریں گے جس پر آپ اتریں گے۔ آپ کے بعد زندگی کا خدا بُرا کرے۔

### اصحاب و انصار کے معروضات مسلم بن عوسجہؓ

مسلم بن عوسجہ کھڑے ہوئے۔ خدمت امامؑ میں عرض کیا۔

ہم اور آپ کو چھوڑ دیں؟ اور آپ کے حقوق کی ادائیگی میں بارگاہ احدیت میں عذر کا سامان نہ کریں؟ خدا کی قسم یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ جب تک کہ ہم دشمن کے سینہ میں اپنا نیزہ نہ توڑ دیں جب تک تلوار کے قبضہ پر ہمارا ہاتھ ہے تیغ زنی نہ کریں۔ خدا کی قسم ہم آپ سے علیحدہ نہیں ہوں گے اگر میرے پاس جنگی اسلحہ نہیں ہوں گے تو حضور کے سامنے میں ان پر پتھر برساتے برساتے جان دے دوں گا۔

### سعید بن عبد اللہ حنفیؓ

اس پر سعید بن عبد اللہ حنفیؓ نے عرض کی۔ خدا کی قسم ہم آپ سے علیحدہ نہیں ہوں گے۔ جب تک ہم بارگاہ ایزدی میں اس ذمہ داری سے سبکدوش نہ ہو جائیں جو رسول اللہ کے بعد آپ کی نسبت ہم پر عائد ہوتی ہے۔ خدا کی قسم اگر میں قتل کیا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر جلادیا جاؤں اور پھر میری خاک کو منتشر کر دیا جائے اور ایسا سلوک میرے ساتھ ستر بار ہو جب بھی آپ سے میں علیحدہ نہیں ہوں گا۔ یہاں تک کہ مجھے آخری موت آپ کے سامنے آجائے اور میں ثبات قدم کے ساتھ ایسا کیوں نہ کروں جبکہ قتل ہونا صرف ایک ہی بار ہے اور پھر انجام کار ہمیشہ ہمیشہ کی غربت ہے۔

### زہیر بن قینؓ

خدا کی قسم اگر میں قتل کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں تو میں اس پر راضی اور مسرور ہوں۔ لیکن آپ اور آپ کے خاندان کے یہ لوگ بچ جائیں۔ ضحاک کا قول لے کہ دوسرے اصحابؑ

پاک و پاکیزہ لوگوں میں شمار کرے گا؟

ابو حرب نے کہا تم کون ہو؟

بریر نے جواب دیا: میں بریر بن خفیر ہوں۔

ابو حرب: انا للہ اے بریر! سخت مشکل ہے بخدا! تم

ہلاک ہوئے۔

بریر: اے ابو حرب کیا تم اپنے گناہان کبیرہ سے توبہ

کرو گے؟ خدا کی قسم ہم پاک اور طیب ہیں اور تم خبیث ہو۔

ابو حرب۔ آپ کا ارشاد درست ہے۔ میں بھی اس کی

تصدیق کرتا ہوں۔

ضحاک: افسوس ہے کیا تجھے میری معرفت کچھ فائدہ نہ

دے گی؟

ابو حرب: میں آپ پر فدا (تمسخر) معرفت سے کام

لوں گا۔ تو یزید بن عذرہ عزی کی مصاحبت کون کرے گا۔

(یہ یزید بن عذرہ عزی یزید کی سپاہ کا ایک سردار تھا۔

اس وقت ابو حرب کے ساتھ تھا)

ضحاک: خدا تیرا برا کرے۔ آخر تو بے وقوف ہی تو

ہے۔

بعد ازاں یزید بن عذرہ عزی ہمارے پاس سے چلا

گیا۔ ایک اور شخص عذر بن قیس ہماری نگرانی کرتا رہا۔

**فوج کی ترتیب**

ضحاک کا بیان ہے کہ جب عمر بن سعد نے ہفتہ کے بعد

صبح کی نماز ادا کی تو وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ باہر آیا اور

میدان میں نکلا امام حسینؑ نے بھی لشکر آرائی فرمائی۔ حضرت

کے باز ۳۲ سوار اور چالیس پیادے تھے۔ حضورؐ نے لشکر کو

اس طرح مرتب کیا۔

زہیر کو فوج کا میمنہ (دایاں حصہ Right Wing)

اور حبیب کو میسرہ (بایاں حصہ Left Wing) سپرد کیا اور

اپنے بھائی عباسؑ کو علمبردار بنایا ان لوگوں نے خیام اہل بیت

کی طرف اپنی پشت کر لی۔ شب عاشور تھوڑی ہی دیر میں  
خندق کھود ڈالی۔

لکڑی منگوائی اور اس خندق میں لکڑی بھر دی۔ پھر فرمایا

کہ جب لشکر ہم پر یورش کرے گا تو ہم اس خندق میں آگ

روشن کر دیں گے تاکہ کوئی ہماری پشت پر سے نہ آسکے اور دشمن

ہم سے ایک ہی طرف سے جنگ کرے صبح ہوئی تو خندق میں

آگ روشن کر دی۔

**شمر بد لگام کا کلام**

دشمن نے ہماری طرف پیش قدمی کی تو شعلہ زن آگ

بھڑکتے دیکھی جسے ہم نے اپنی پشت پر روشن کیا تھا تاکہ کوئی

ہمارے پیچھے سے نہ آسکے۔ ناگاہ دشمن کی سپاہ میں سے ایک

شخص نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور چپکے چپکے ہمارے پاس سے

گزرا۔ دیکھا کہ ہمارے خیام کے قریب آگ روشن ہے۔ وہ

واپس ہوا اور بلند آواز سے کہنے لگا۔

اے حسینؑ (معاذ اللہ) آپ نے قیامت سے پہلے دنیا

میں آگ جلائی۔

امامؑ نے فرمایا۔ یہ کون ہے؟ پھر فرمایا ”شاید شمر ہے۔“

لوگوں نے عرض کیا ”ہاں وہی ہے۔“

امامؑ نے فرمایا: ہاں تو دوزخ کی آگ کا زیادہ مستحق

ہے۔

مسلم بن عوسجہؓ نے کہا: یا بن رسول اللہ! میں آپ پر

قربان۔ یہ میری زد میں ہے۔ کیا میں ایک تیر نہ چھوڑ دوں؟ تیر

خطانہ کرے گا۔ کیوں کہ یہ میری زد پر ہے۔ یہ فاسق بہت بڑا

جبار ہے۔

امامؑ نے فرمایا: ہرگز نہیں۔ میں پہل نہیں کروں گا۔

امام علیہ السلام نے گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر یزید کو

نصیحت فرمائی: امامؑ کے ایک گھوڑے کا نام لاحق تھا۔ حضورؐ نے

اپنے بیٹے علی اکبرؑ کو اس پر سوار کیا۔ جب دشمن حضرتؑ کے



آنحضرتؐ کے ایسے فضائل بیان کئے جن سے اللہ آگاہ ہے اور جن کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ خدا کی قسم میں نے اس دن سے پہلے اور اس کے بعد کوئی ایسا فصیح و بلیغ خطیب نہیں دیکھا اور نہ سنا۔ پھر حضرت نے ارشاد فرمایا۔

میرا نام و نسب تو بتاؤ؟ سوچو تو میں کون ہوں؟ پھر اپنے دل میں غور کرو اور اپنی اس زیادتی پر اپنے دل کو ملامت کرو۔ پھر غور کرو۔ کیا تمہارے لئے جائز ہے کہ مجھے قتل کرو یا میری توہین کرو۔ کیا میں تمہارے نبی کا نواسا نہیں ہوں؟ کیا میں رسول اللہ کے وحی رسول اللہ کے ابن عم اور رسول اللہ پر سب سے پہلے ایمان لانے والے اور ان کی تصدیق کرنے والے کا فرزند نہیں ہوں؟ کیا حمزہ سید الشہداءؑ میرے باپ کے چچا نہیں؟ کیا جعفر طیارؑ و زبجناحینؑ میرے چچا نہیں۔ کیا یہ مشہور حدیث تمہارے گوش گزار نہیں ہوئی کہ رسول اللہ نے میرے اور میرے بھائی کے متعلق فرمایا۔ یہ دونوں جو انسان بہشت کے سرمایہ دار ہیں۔ اگر تم میری بات سچ مان لو تو خیر جو میں کہتا ہوں وہ حق ہے۔ بخدا جب سے مجھے اس امر کا عرفان ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹوں کو دشمن رکھتا ہے اور جھوٹ جھوٹے کے لئے نقصان رساں ہے میں کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا۔ اگر تم میری اس امر میں تصدیق نہیں کرتے تو تم میں وہ لوگ موجود ہیں جن سے تم پوچھو گے تو وہ تمہیں بتلائیں گے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری، ابوسعید خدری، سہل بن سعدی، زید بن ارقم اور مالک بن انس سے پوچھ لو۔ یہ لوگ تمہیں بتادیں گے کہ انہوں نے رسولؐ کو یہ حدیث میرے اور میرے بھائی کے متعلق فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کیا رسول اللہؐ کی یہ حدیث بھی تمہیں میرا خون بہانے سے نہیں روک سکتی۔

شمر سے گفتگو

شمر نے یہ تقریر سن کر کہا کہ اگر میری سمجھ میں کچھ آتا ہو کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں تو میں ایک حرف پر خدا کی عبادت

قریب ہوئے تو حضرتؐ نے اپنی سواری منگائی۔ سوار ہوئے اور ایسی بلند آواز سے کلام فرمایا جسے سب لوگ سن لیں۔ لوگو! میری بات سنو۔ مجھ پر تمہارا حق ہے۔ جلدی نہ کرو۔ سنو۔ میں نصیحت کرتا ہوں اور تمہیں اپنے آنے کا سبب بتلاتا ہوں۔ اگر تم نے میرے عذر کو تسلیم کر لیا۔ میری تصدیق کی اور مجھ سے انصاف کا سلوک کیا تو یہ تمہاری سعادت ہے تو پھر تمہیں میری مخالفت کا کوئی حق نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ میری طرف سے اتمام حجت ہو جائے گا۔ اگر تم اصلیت سے بے خبر ہو تو تم آگاہ ہو جاؤ گے اور اگر تم نے میرا عذر تسلیم نہ کیا اور میرے ساتھ عدل و انصاف نہ کیا۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ ”فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمَعُوا أَمْرَكُمْ وَ شُرَكَاءُكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيْهِ وَلَا تُنْظِرُوا“ (یونس ۱۰۷-۱۰۸)

تو تم خود یا جسے تم چاہو اپنا معین کار بنا لو اور پوری جدو جہد سے میری مخالفت کرو اور مجھے مہلت نہ دو۔ میرا بھروسہ تو خدا پر ہے جس نے قرآن نازل کیا۔ وہی صالحین کا مدد و معاون ہے۔

ضحاکؑ کہتے ہیں کہ جب امام کا یہ کلام اہل حرم آپ کی بہنوں اور بیٹیوں نے سنا تو رونے لگیں۔ جب ان کے گریہ و بکا کی آواز بلند ہوئی تو امامؑ نے اپنے بھائی عباسؑ اور اپنے بیٹے علی اکبرؑ کو بھیجا کہ انہیں خاموش کریں اور فرمایا ابھی کیا ہے ابھی تو انہیں بہت رونا ہے۔

ضحاکؑ کہتے ہیں کہ جب یہ دونوں حضرات اہل حرم کو چپ کرانے کے لئے گئے۔

تقریر

جب عورتیں خاموش ہو گئیں تو حضرت نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور ایسے صفات بیان کئے جو سرکارِ احدیت کے شایانِ شان ہیں پھر سرکارِ رسالت پر درود بھیجا اور بہت دیر تک

اس پر ان لوگوں نے جواب دیا ہم نے نہیں لکھا۔ امام فرمایا: سبحان اللہ تم نے ضرور لکھا تھا۔ پھر فرمایا: لوگو! جب میرا آنا تمہیں ناگوار ہے تو مجھے جانے دو کہ میں کسی محفوظ جگہ چلا جاؤں۔

قیس بن اشعث (جدہ بنت اشعث کا بھائی) نے کہا کہ کیا آپ اپنے چچا زاد (یزید) کا حکم نہیں مانیں گے؟ اگر آپ نے ایسا کر لیا تو یہ لوگ آپ کی حسب دل خواہش آپ سے سلوک کریں گے اور آپ کو ان سے کچھ تکلیف نہیں پہنچے گی۔

امام نے فرمایا: تو اپنے اسی بھائی (محمد بن اشعث) کا بھائی ہے۔ جس نے مسلم کو قتل کیا۔ کیا تو چاہتا ہے کہ بنی ہاشم تجھ سے مسلم کے خون کے علاوہ کسی اور خون کا مطالبہ کریں؟ بخدا میں ذلت کے ساتھ اپنے آپ کو ان کے حوالے نہ کروں گا اور نہ غلامانہ زندگی کا اپنے لئے اقرار کروں گا۔ پھر اس آیہ مبارک کی تلاوت فرمائی ”(عباد اللہ) اِنِّیْ عُنْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّکُمْ اَنْ تَرْجُمُوْا۔“ (دخان ۲۰ پ ۱۴ ع ۲۵)

خدا کے بندو! میں تمہارے اور اپنے خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم مجھے سنگسار کر دو۔ پھر سورہ مومن کی اس آیت کی تلاوت فرمائی ”عُنْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مِنْ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ لَا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ“ میں ہر متکبر سے جو قیامت کا منکر ہے اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ لیتا ہوں۔

(تذکرہ خواص الائمہ سبط ابن جوزی ص ۱۲۹)

### ضحاک کا واپسی کے لئے اجازت مانگنا

ضحاک کہتا ہے کہ پھر میں نے ناقہ بٹھا دیا اور عقبہ بن سمعان کو حکم دیا کہ اسے باندھ دو۔ عقبہ نے ناقہ باندھا۔

(طبری جلد ۶ ص ۲۴۲ طبع مصر)

پھر فوج نے امام پر یورش کی۔ جب میں نے دیکھا کہ امام کے انصار شہید ہو چکے ہیں اور سعید ابی طاع حثی اور بشیر

کروں (مجھے خدا پر شک ہو) ”شمر کا یہ جملہ آیت قرآن سے ماخوذ ہے۔ وَ مِنَ النَّاسِ وَ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰی حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَتْهُ حَیْزٌ اَطْمَآءٌ بِہِ وَاِنْ اَصَابَتْہُ فِتْنَةٌ اَنْقَلَبْ عَلٰی وَجْہِہِ خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃَ ذٰلِکَ هُوَ الْخُسْرٰنُ الْمُبِیْنُ“ لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو ایک کنارے پر کھڑے ہو کر خدا کی عبادت کرتے ہیں تو اگر اس کو کوئی فائدہ پہنچ گیا تو اس کی وجہ سے مطمئن ہو گیا۔ اگر اس کو کوئی مصیبت چھو بھی گئی تو فوراً منہ پھیر کر کفر کی طرف پلٹ پڑا۔ اس نے دنیا اور آخرت دونوں کا گھانا اٹھایا۔ یہی تو صریح گھانا ہے۔“

اس پر حبیب ابن مظاہر نے شمر کو مخاطب کر کے کہا تو ستر حرفوں پر خدا کی عبادت کرتا ہے (یعنی تجھے خدا پر شک ہی شک ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ تو صحیح کہتا ہے کہ امام کی بات تیری سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ میترے دل پر مہر لگ چکی ہے۔

پھر امام حسینؑ نے اپنے کلام کا آغاز فرمایا: اگر تمہیں اس حدیث میں بھی شک ہو تو کیا تم اس میں بھی شک کرتے ہو کہ میں تمہارے نبی کا نواسہ ہوں۔ ہاں یہ تو بتاؤ کہ تمہارے لئے میرا قتل کس طرح جائز ہے؟ کیا میں نے کسی کو قتل کیا ہے جو تم اپنے اس مقتول کا عوض لیتے ہو۔ کیا میں نے تمہارا کوئی مال ضائع کیا ہے جس کی تم تلائی چاہتے ہو۔ یا میں نے تمہیں کوئی زخم لگایا ہے جس زخم کا تم قصاص چاہتے ہو؟

سب پر جب خاموشی اور سکتہ کا عالم طاری تھا تو امامؑ نے نام بنام خطاب فرمایا۔

اے شہبث بن ربعی! اے حجار بن الجہر! اے قیس بن اشعث اور اے یزید بن حارث! کیا تم نے مجھے یہ نہیں لکھا تھا کہ پھل پختہ ہیں، کھیتیاں تروتازہ ہیں۔ چشمے لبریز ہیں، آپ کو فوج تیار ملے گی، آپ آئیے؟

